ISSN:3007-3324 (P) Tashkeel-e-Jadeed Volume:2, Issue:1 July to December, 2024
ISSN-3007-3316 (E) Email: tashkeele.jadeed@aiou.edu.pk

☆یاسمین اختر
☆ڈاکٹر سائرہ بتول

”ارمغان حجاز“اور”ارمغانِ پاک“میں تاریخی شعور کے اشتراکات: تجزیاتی مطالعہ

Commonalities of historical consciousness in "Armaghan-e Hijaz and Armaghan-e-Pak

Abstract

Allama Iqbal is the intellectual leader of the Muslims of Subcontinent. Armaghan-e-Hijaz is his last book published in 1938. This book is an extract of his thought and philosophy. It has some allegorical poems which have the objective to awaken consciousness of the Muslims of Sub-continent and the Muslims of World. He is the convince of thought and practical, teaches freedom and dislikes slavery "Armaghan-e-Pak" is a long poem of Aslam Ansari which contains the two millenniums of past and present of Muslim of Sub-continent, it also has bright possibilities of future Chief attribute of both the books is that they convey the message of hope and practicality instead of disappointment or hopelessness. In this research article the analysis of Iqbal and Aslam Anasari's contribution of historical consciousness will be done in reference to these two books.

Keywords: Historical consciousness, Armghagan e Hijaz, Armaghan e Pak, future, allegorical

علامہ محمد اقبال تحریک آزادی کے حدی خوان تھے۔ جب برصغیر کے مسلمانوں پر ذلت و مسکنت چھائی ہوئی تھی تو اقبال کی صدا ہی بانگ دراثابت ہوئی اور قافلہ پھر جانب منزل روانہ ہوا۔ اقبال کا فارسی اور اردو کلام، اقبال کے خطبات اور مکتوبات سبھی ایک تاریخی دستاویز ہیں جو اقبال کے تاریخی شعور کو واضح کرنے میں مدد دیتے ہیں۔ڈاکٹر اسلم انصاری ۱۹۳۹ء میں پیدا ہوئے۔ اسلم انصاری اردو ادب کے اہم محقق، نقاد، شاعر اور نثر نگار ہیں۔ انھیں فارسی زبان پر عبور حاصل ہے۔ حال ہی میں ان کے فارسی کلام کا مجموعہ منظر عام پر آیا۔ اسلم انصاری نے تفہیمِ اقبال کے سلسلے میں جو کارہاے نمایاں انجام دیے ہیں ان کی بدولت انھیں عہدِ حاضر کے سربر آوردہ ماہرین اقبالیات میں شمار کیا جاتا ہے۔ فیضانِ اقبال، عقبال عہد آفرین اور شعر و فکرِ اقبال ان کے قابلِ ذکر تحقیقی و تخلیقی کارنامے ہیں۔اقبال شناسی نے ان کے تاریخی شعور پر اقبال کے گہرے اثرات مرتب کیے ہیں۔ ہماری ادبی اور قومی تاریخ میں

☆پی ایچ ڈی اسکالر، شعبہ اردو، بین الاقوامی اسلامی یورسٹی، اسلام آباد Yasminakhter678@gmail.com
☆صدر شعبہ اردو (گرلز) بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد sairabatool@iiu.edu.pk

تصویر تاریخ مختلف صورتوں میں جلوہ گر رہا خصوصاً اقبال کے کلام میں تصور تاریخ اور ان کے تاریخی شعور ایک ایسی زندہ قوت ہے جو حال اور مستقبل کے لیے مہمیز ہے جہاں آئندہ نسلوں کے لیے ایک وسیع تر سلسلہ ہے جو انہیں جینے کے آداب سکھاتا ہے اقوام میں ممتاز اور سرفراز ہونے کا سلیقہ سکھاتا ہے فتح محمد ملک کہتے ہیں:"ایک مدت تک اقبال نغمۂ بیدارئ جمہور اکیلے الاپتے رہے مگر آہستہ آہستہ ان کے بہت سے رازداں پیدا ہو گئے"۔(۱)

تاریخ یا ماضی محض واقعات ہیں جو حال پر بظاہر اثر انداز تو نہیں ہوتے، لمحہ رفتہ ایک تصرف سے آزاد ہے اس لیے اس کے دہرانے کا کوئی فائدہ نہیں۔ لمحہ رفتہ کسی انقلاب یا تحریک کا پیش خیمہ بھی نہیں بن سکتا جب تک کہ کوئی دردمند دل کوئی حساس انسان اس میں احساس و شعور کی روح نہ پھونک دے۔

اقبال اور اسلم انصاری کے کلام میں جس دردمندی اور حساس دل کا ساتھ کے ساتھ اس لمحہ رفتہ کو زندگی بخش اور مہمیز کار کے طور پر پیش کیا ہے وہ ایک ادبی و قومی تفاخر ہے۔ اس تحقیق کا مقصد بھی ان اشتراکات کو جاننا ہے جو اقبال اور اسلم انصاری کے کلام میں موجود ہیں۔ دونوں کے بیان تاریخ میں ایک مشترک نقطہ یہ ہے کہ یاسیت اور پژمردگی، محرومی و بے زاری، مہلیت اور بے عملی سے دور ایک نئے جہاں کی تعمیر کا پیغام ہے۔ اس تعمیر میں ملت کو اس کے اوصاف سے کام لینے کی ترغیب دی گئی ہے۔ شدید ترین بدحالی اور مایوسی کے دور میں بھی اپنی دنیا آپ پیدا کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ "ارمغان حجاز"، اور "ارمغان پاک" ایک ہی فکر کے دو دھارے ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ "ارمغان پاک" جدوجہد کے لیے اپنی شناخت یاد دلانے کی سعی مسلسل ہے جبکہ "ارمغان پاک" اپنی شناخت کی بقا کے لیے جدوجہد پر آمادہ کرتی ہے۔ لہٰذا دونوں میں مضامین، موضوعات اور طرزِ فکر میں یکسانیت پائی جاتی ہے۔ شاعر اور ادیب کا تاریخی شعور قومی زندگی کی تشکیل میں بڑا اہم ہے کیونکہ بقول ڈاکٹر مبارک علی:"وہ صدیوں کی غلامی اور پسماندگی کے نتیجے میں اپنی تاریخ، زبان، رسوم ورواج اور قومی شعور کو بھلا چکے ہیں۔"(۲)

اقبال اور اسلم انصاری نے تاریخ کو ایک تہذیبی رویے کے طور پر قبول کیا ہے جو قوم کی عملی زندگی یکسر بدلنے پر قادر ہے۔ فن تعمیر، انداز حکمرانی، دریافت، طرزِ زندگی، علوم و فنون تمام شعبہ ہائے زندگی میں وہ تاریخ کو ایک محرک کے طور پر قبول کرتے ہیں۔ بقول جیلانی کامران:"فکر اقبال میں تاریخی شعور۔۔۔ عمل کے ساتھ زمانہ گری کی ذمہ داری کو شامل کرنے میں ضروری ٹھہرتا ہے"(۳)

"ارمغان حجاز" میں اقبال کا تاریخی شعور ان کی مخصوص فکر کا آئینہ دار ہے اقبال نے جس عہد میں آنکھ کھولی اس میں مسلمانوں کا اقبال رخصت ہو چکا تھا اور مستقبل تاریک دکھائی دیتا تھا۔ کوئی رہبر تو کیا مردِ خود آگاہ بھی ایسا نظر نہیں آرہا تھا کہ اس درد کا مداوا کر سکے۔ اقبال نے آزادی کی خواہش اور آزادی کے لئے جدوجہد پر آمادہ کرنے کے لیے اپنے قلم کا سہارا لیا۔

اردو ادب میں اقبال کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ انہوں نے مسلمانوں کی تاریخ کے بیان میں وہ پیرایہ اختیار کیا کہ جہاں آنسو بہانے اور نوحہ خوانی کا مرحلہ آیا اقبال نے رجز پیش کیا اور کشاکش حیات میں اپنا کردار ادا کرنے کا درس دیا۔ اقبال سے فکری اکتساب فیض کی بدولت اسلم انصاری بھی نوحہ خوان نہیں مستقبل کی روشن تر صورت دکھانے والے ہیں۔ تاریخی شعور کسی مخصوص زمان و مکان میں تخلیق کار کی فکر ہے اس کا ردعمل ہے۔ واقعات دہر سب تخلیق کاروں پر ایک سا اثر نہیں چھوڑتے۔ اس کی وجہ تخلیق کار کے ذاتی حالات بھی ہیں اس کے نظریات بھی ہیں اس کا مقام و مرتبہ بھی ہے۔ اقبال نے ارمغان حجاز میں مسلمانانِ ہند کو ان کی تاریخ یاد دلاتے ہوئے احساس دلایا ہے کہ اسلام ہی وہ زندہ قوت ہے جو انسانیت کے غموں کے مداوا کر سکے۔ زوال سے دوچار مسلمان وہ خدنگِ آخریں ہیں جو اللہ نے باطل کی سرکوبی کے لیے تیار کر رکھی ہے یہ وہ دور تھا جب برصغیر میں جدوجہد آزادی جاری

تھی۔ نہرو رپورٹ اور قائد اعظم کے چودہ نکات مستقبل کے منظر نامے کی تشکیل کا خاکہ بناتے نظر آرہے تھے۔ ایسے میں اقبال نے دوٹوک الفاظ میں بتایا کہ اس وقت اسلام سے خائف قوتیں یہ سوچ رہی ہیں۔

عصر حاضر کے تقاضاؤں سے لیکن یہ خوف
ہو نہ جائے آشکارا شرع پیغمبر کہیں
الحذر آئین پیغمبر سے سو بار الحذر
حافظ ناموس زن، مرد آزما، مرد آفریں
موت کا پیغام ہر نوع غلامی کے لیے
نے کوئی فغفور و خاقاں نے فقیر رہ نشیں
ہے یہی بہتر الہیات میں الجھا رہے
یہ کتاب اللہ کی تاویلات میں الجھا رہے(۴)

تاریخی شعور کے حوالے سے ڈاکٹر سلیم اختر کا کہنا ہے کہ:

"تخلیق کار ایک خاص لمحہ ٔتاریخ میں سانس لیتا ہے ایسا لمحہ تاریخ جو اپنے بطون میں ماضی کے ساتھ تاریخی شعور اور مستقبل کے امکانات کا بھی حامل ہوتا ہے یوں یہ لمحہ محض زمان کی ایک لہر ہونے کے برعکس زندگی کی دھڑکن سے معمور لمحہ بن کر کبھی اسے مہمیز دیتا تو کبھی اس کی آگ پر سرد چھینٹے ڈالتا ہے۔"(۵)

اسلم انصاری کی شعری تخلیق کا دورِ قیام پاکستان کے بعد کا ہے جب ملک دو لخت ہو گیا قوم مایوس ہوتی گئی کوئی رہبر کامل میسر نہ آیا تو امید روزِ روشن دم توڑنے لگی۔ یہ دور اسلم انصاری کو ایک بار پھر اقبال کی فکر سے استفادے کی طرف مائل کرتا ہے۔

''ارمغان پاک'' جس کی اشاعت ۲۰۲۰ء میں ہوئی اسی صورتِ حال کے پیش نظر وہ کہتے ہیں:

"ایک مقصد ایک ارادہ ایک ہی طرزِ عمل
اب بجز اس کے نہیں ہے عقدہ قومی کا حل
دیکھیے تو مادہ ہے کثرت و ظلمت گری
روح ہے لیکن حیات و اتحاد و روشنی
ہے میرے پیش نظر حکمت مآبی کا ورق
آیت قرآن سے ملتا ہے یہ زریں سبق
ہم کہ ہیں پہلے مخاطب ایزدی پیغام کے
گر نہ سمجھیں تو پھر عقل و خرد کس کام کے"(۶)

ISSN:3007-3324 (P) Tashkeel-e-Jadeed Volume:2, Issue:1 July to December, 2024
ISSN-3007-3316 (E) Email: tashkeele.jadeed@aiou.edu.pk

اقبال نے مسلمانوں کو خبر دار کیا کہ ابلیسی فکر انھیں الہیات میں الجھائے رکھنا چاہتی ہے تا کہ تفرقہ اور فروعات میں الجھ کر ہم اپنے فرض جہاں بانی سے غافل ہو جائیں۔ اسلم انصاری نے ارمغان پاک میں اس مملکتِ خداداد کے مسئلوں کا حل یہی پیش کیا ہے کہ اب ہمیں قرآن پر عمل پیرا ہونے کی ضرورت ہے۔ اقبال کا دور وہ دور تھا جب باطل سے کشاکش تھی اب ہمیں اپنے اندر انقلاب لانا ہے اب فکر کا دھارا اس سمت میں ہونا چاہیے کہ جس نظام حیات اور دستور حیات پر عمل کے لیے کاموقع مل گیا ہے۔ حالات موافق ہیں تو عمل کی طرف راغب ہوں۔ اسلم انصاری نے وقت کی ضرورت کا سمجھتے ہوئے دعوت دی ہے کہ

"دیکھیے، آئین ہستی یہ ہے، ہمت کیجیے
حکم قرآن پر عمل بہر سعادت کیجیے "(۷)

"ارمغان حجاز" میں اقبال نے سلطنت مغلیہ کے اختتام اور انگریز کی تاجداری کے منظر نامے اور اس کے اثرات کو نظم "معزول شہنشاہ" میں پیش کیا ہے وہ سامنے محض ایک تاریخی واقعہ نہیں رہا بلکہ ایک فکر انگیز لمحہ بن گیا ہے جس نے اقبال کے اس پیغام کو ہم تک پہنچایا ہے کہ فرنگ دل کی خرابی ہے اور یہ کہ کے پیچھے فرنگ کی مکاری تو شامل ہے ساتھ ہی ہماری کوتاہی عمل بھی شامل ہے اقبال نے کہا کہ:

"ہو مبارک اس شہنشاہ نکو فرجام کو
جس کی قربانی سے اسرار ملوکیت ہیں خاش
"شاہ" ہے برطانوی مندر میں ایک مٹی کا بت
جس کو کر سکتے ہیں جب چاہیں پجاری پاش پاش
ہے یہ مشک آمیز افیون ہم غلاموں کے لیے
ساحر انگلیس! مارا خواجہ ٔدیگر تراش "(۸)

اقبال نے شہنشاہ کی معزولی کے لمحے کو بھی ایک سبق آموز سبب بنا دیا نیز یہ کہ اقبال اہل مغرب خصوصاً فرنگ کی ذہنیت آشکار ہونے کے بعد کے رد عمل کے منتظر ہیں۔ جب اس چہرے کے قبیح خدوخال نمایاں ہونے پر اہل مشرق کے لیے ڈروانا خواب بن جائیں گے بہادر شاہ ظفر کی بے بسی ایک تاریخی حقیقت ہے مگر اقبال اس عبرت خیز لمحے میں سے بھی ایک مثبت نکتہ نکال لیتے ہیں کہ انگریز کی شعبدہ بازیاں، مکاریاں، عیاریاں دنیا دیکھ پائے گی۔ ارمغان پاک میں شہنشاہ کی معزولی کے بعد کی صورت حال کا بیان گویا اقبال کے بیان کا تسلسل ہے۔ جب اسلم انصاری نے انگریز کا مکروہ چہرہ دکھایا ہے۔ "ارمغان پاک" میں شامل چوتھا تابلیو نظم بعنوان "یہ دہلی کی خونیں بہار۔۔۔ سسکتا ہوا لالہ زار" میں میجر ہڈسن کا وہ انتقامی رویہ جب اس نے مغل شہزادوں کا خون پیا، اور کہا کہ یہ میرا خواب تھا۔ جو پورا ہو گیا۔ اسلم انصاری نے سحر انگریز میں ڈوبی ہوئی اس قوم کو اس طرح خبر دار کیا ہے کہ جس کے تمدن۔ تہذیب اور طرزِ حکمرانی کو تم نے آئیڈیل سمجھ رکھا ہے دراصل وہ کس قدر قبیح کردار کے مالک ہیں۔ اسلم انصاری نے میجر ہڈسن کے اس وقت کے کہے گھے الفاظ کو یوں بیان کیا:

"ایک پوری صدی کا تکدر لیے

جلد:۲، شمارہ:۱ جولائی تا دسمبر ۲۰۲۴ء، علمی و تحقیقی مجلہ تشکیل جدید شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، ایچ-۸، اسلام آباد

سوچتا تھا کہ کب پاؤں گا بخت یتیموایاں کا زبوں
میرے سینے کی برق تپاں قہر تھی،۔۔۔خود مرے واسطے
سوچتا تھا کہ کیا یونہی تشنہ رہوں۔۔۔۔
مغل شہ زادوں کا خوں
پیوں جس قدر پی سکوں!"(۹)

اقبال نے دور غلامی دیکھا انگریز کی غلامی نے تمیز آقا و بندہ کا جو روپ دیکھایا اس میں انگریز دور نے مذہب بیزاری کی فضا پیدا کر دی۔ انگریز نے جس طرح دولت ہندوستان لوٹی اس کا عکس اقبال کی نظم "دوزخی کی مناجات" میں ملتا ہے:

"ہیں گرچہ بلندی پہ عمارات فلک بوس
ہر شہر میں حقیقت میں ہے ویرانہ آباد
تیشے کی کوئی گردش تقدیر تو دیکھے
سیر اب ہے پرویز، جگر تشنہ ہے فرہاد
یہ علم، یہ حکمت، یہ تجارت، یہ سیاست،
جو کچھ ہے وہ ہے فکر ملوکانہ کی ایجاد"(۱۰)

انگریز نے اپنا تاثر یہی پیش کیا کہ وہ ہندوستان کی تقدیر سنوارنے آئے ہیں۔ نئے علوم کے در وا کرنے آئے ہیں۔ ظاہری ترقی کے اسباب بھی پیدا کیے گئے۔ ریل ڈاک، چھاپہ خانہ، تعلیمی ادارے مگر پس پردہ یہ ہندوستانی معیشت پر اجارہ داری کا وہ خواب تھا جس کے لیے مسلم ہند تہذیب پر کاری ضرب لگائی گئی۔ علوم مشرق کو گورکھ دھندہ کہہ کر رد کر دیا گیا اور یک لخت ایک نئے نظام نے اہل علم کو جاہل قرار دے دیا۔ اقبال نے جس بات کی طرف اشارا کیا۔ اسلم انصاری نے اسے اپنی نظم "یہ شکست آرزو کا حادثہ تھا" میں واضح الفاظ پیش کر کے آج اپنے ہم وطنوں کو یاد دلایا ہے کہ فرنگ دل کی خرابی، خرد کی معموری کے سوا کچھ اور نہیں اس لیے ان سے مرعوب ہونا دراصل زوال آمادگی کی دلیل ہے۔ اسلم انصاری کہتے ہیں:

"ان سے شرمندہ انسان و فرشتہ کا ضمیر
ہیں بظاہر جو نمائندہ تہذیب بشر"(11)

اقبال اور اسلم انصاری کے تاریخی شعور میں یہ قدر مشترک بڑی شدت سے محسوس کی جاسکتی ہے کہ دونوں انگریز کی غلامی کی بدترین زندگی سمجھتے ہیں۔ علامہ اقبال نے اپنے تاریخی شعور میں صرف مسلمان کے ماضی، حال اور مستقبل کو ہی نہیں دیکھا بلکہ "ارمغان حجاز" کی آخری نظم "حضرت انسان" میں وہ انسان کو حرکت و قوت کا درس دیتے ہیں۔ انھوں نے انسان کو جو درس دیا ہے اس میں یہ بات بڑی واضح ہے کہ نبض ہستی کی حرارت انسان کی بدولت ہے ایک استفسار جو دراصل اقبال کا استفسار نہیں بلکہ وہ تجسس ہے جو انھوں نے قوم میں پیدا کرنے کی کوشش کی ہے وہ اپنی ابتدائے کن کی وجہ سے سب کو یاد دلانا چاہتے ہیں۔ اپنے عمل اور کردار کی انتہا جب انسان سب چیزوں کو اپنے تابع کر لے۔ افضل البشر جن کے لیے تخلیق ہوئی، دراصل انسان کے مدارج

مطلوب کی انتہا کو پہنچے۔ اب سوچنا یہ ہے کہ آج کا مسلمان آخر کیوں اس زبوں حالی کا شکار ہے۔ انسان ہونا اس کا پہلا شرف اور مسلمان ہونا اس کا دوسرا شرف ہے اس کے باوجود ایک ذلت ان کا مقدر ہے تو انھیں سوچنے کی ضرورت ہے۔ اقبال نے "دوزخی کی مناجات" میں دوزخی کی زبانی یہ الفاظ کہلوائے کہ دوزخ اس لحاظ سے بہتر ہے کہ یہاں انگریز راج نہیں۔ دوزخ کی ہولناکیاں اپنی جگہ مگر عیاری انگریز سے نبرد آزما ہونا بھی جگر کو پارہ کر دیتا ہے۔ دوزخی کہتا ہے کہ:

اللہ تیرا شکر کہ یہ خطۂ پر سوز
سوداگر یورپ کی غلامی سے ہے آزاد (۱۲)

برصغیر پر انگریز راج کو اسلم انصاری نے بھی "دہر آشوب" کے عنوان سے یوں قلم بند کیا ہے کہ مسلمان جینے کی امنگ تو کیا امید بھی کھو بیٹھے ہیں۔

اب تمنا کو نہیں نشاۂ ہستی منظور
شعلۂ گل کو نہیں شاخِ بہاراں سے گزر
نازدارائی اور نگ نشینان جہاں
بخت وژاں سے ہوا تیرہ جبیں، خاک بسر
ایک شیرازہ برہم ہے زمانے کی کتاب
ایک منظومۂ بے ربط ہے تاریخ ہنر (۱۳)

"ارمغان حجاز" ایک صدائے استفسار ہے جو بار بار اکساتی ہے کہ اپنی حقیقت کو پہچانو اقبال نے اپنے دور کے تقاضوں کے مطابق مسلمانوں کے مرض کی تشخیص کی۔ وہ کورنگاہی کو مسلمانوں کی زبوں حالی کا سبب سمجھتے تھے۔ وہ غور و فکر اور اخلاص سے عاری پن کو کو مسلمانوں کی محرومی ان پر غضب، خداوندی کا باعث سمجھتے تھے۔ اس کا اظہار انھوں نے اس رباعی میں کیا تھا کہ

کہن ہنگامہ ہائے آرزو سرد
کہ ہے مردِ مسلماں کا لہو سرد
بتوں کو میری لادینی مبارک
کہ ہے آج آتش اللہ ہو سرد (۱۴)

اقبال کی اس صدائے استفسار کا اثر اقبال کے زمانے میں ہونے لگا تھا۔ تاہم اقبال نے مسلمانوں کی جدوجہد اور ارضِ پاک کے حصول کے لیے خود آگاہی کے مراحل کا نتیجہ نہیں دیکھا۔ ارمغان پاک میں اسلم انصاری نے اس فکری ارتقا کے نتیجے میں مسلمانانِ ہند کے فکر و عمل میں آنے والی تبدیلیوں کا تذکرہ کیا ہے اسے فکرِ اقبال کا رہین کہا جانا چاہیئے۔ نظم بعنوان "شعور خویشتن" میں کہتے ہیں۔

لیکن اس پیغام نے آخر دلوں میں گھر کیا
بھر گیا امید کا دامن، گلوں سے بھر گیا

قوم میں جمعیتِ فکر و نظر پیدا ہوئی

انتہائے شب میں اک سحر پیدا ہوئی(۱۵)

علامہ اقبال نے اپنے تاریخی شعور میں صرف مسلمان کے ماضی، حال اور مستقبل کو نہیں دیکھا بلکہ ارمغان حجاز کی آخری نظم حضرتِ انسان کو سر گرم تقاضا دیکھتے نظر آتے ہیں جب وہ یہ کہتے ہیں

اگر مقصود گل میں ہوں تو مجھے ماورا کیا ہے؟

میرے ہنگامہ ٔہائے نو بہ نو کی ابتدا کیا ہے(۱۶)

''حضرت انسان'' میں اقبال نے انسان کو نبض ہستی کی حرارت قرار دیا جب وہ استفسار کرتے ہیں تو گویا خود اس رازِ نہاں کو فاش کرنا چاہتے ہیں کہ اصل میں انسان کیا ہے۔

فلک کو کیا خبر یہ خاکداں کس کا نشیمن ہے

غرض انجم سے ہے کس کے شبستاں کی نگہ بانی(۱۷)

تارے انسان کی نگہبانی پر مجبور ہیں اسی انسان کو اسلم انصاری نے جب مجسم صورت میں دیکھا تو اقبال کی فکر سے پھر استفادہ کیا۔ اسلم انصاری اور اقبال کا فاصلہ تاریخی شعور کا تسلسل ہے ایک خواب سے ایک حقیقت تک جدوجہد سے کامرانی تک اور نشان منزل سے منزل مراد تک کا فاصلہ ہے۔ اس تسلسل کا احساس اس وقت ہوتا ہے جب اسلم انصاری کہتے ہیں

یا اسے معنیٔ انساں کی عبارت کہیے

جس کے ہر لفظ کو آثار عنایت کہیے

جس کی ضربت سے کٹی سحر گراں کی زنجیر

وہ محمد کی عطا۔۔۔ اور علی کی تنویر

جس نے خوابوں کو دیا رنگ دوام تعبیر(۱۸)

اقبال کی فکر اپنے عہد کے مسلمانوں کی ترجمان ہے۔ اقبال کا زمانہ زندگی اور ذوق پرواز پھر مائل پرواز ہونے کا زمانہ ہے۔ سیاسی و سماجی حالات یقین و بے یقینی کی کیفیت سے دوچار تھے۔ اقبال اس منظر نامے میں ماضی سے روشنی لیتے ہیں اور ایک بہتر مستقبل کے لیے فیصلہ کن جست لگانے کی ترغیب دیتے ہیں۔

عبث ہے شکوۂ تقدیر یزداں

تو خود تقدیر یزداں کیوں نہیں ہے(۱۹)

اسلم انصاری اقبال کی اثر پذیری دیکھتے ہیں جب مردان حق خود تقدیر یزداں بنتے ہیں۔ جب الگ وطن کو خواب حقیقت بنانے کی سعی تیز تر ہو جاتی ہے اس تاریخی واقعے کو یوں بیان کرتے ہیں

فکر اقبال کی شمع کے اجالے لے کر

شمع تا شمع اس نور کا ہالہ لکھا
روک کر گردش ایام کی یلغاروں کو
لوح ایام پہ خود اپنا تقاضا لکھا(۲۰)

یہ حسن اتفاق یا قدرت کا ایک انتہائی شاہکار منصوبہ ہے کہ مسلمان کی بیداری، عزت، عظمت، عروج ااور حکومت کے لیے انھیں بیدار کرنے کا جو سلسلہ ۱۹۳۸ء میں اقبال کی وفات کے بعد ایک عرصہ کے لیے رکا ہے تو ۱۹۳۹ء میں اسلم انصاری کی پیدائش کا سال ہے آزادی کے حصول کے بعد جب قوم اپنی تاریخ، اپنے حال اور مستقبل سے غافل ہونے لگی تب اسلم انصاری جیسے شعرا نے ایک پھر وہی پیغام اقبال دہرانا شروع کیا جس کا اختتام ''ارمغان حجاز'' میں ہوتا ہے یہی پیغام ''ارمغان پاک'' میں اسلم انصاری نے ہمیں سنایا ہے۔''ارمغان پاک'' بھی عظمت، کردار اور منصبِ رہبری کے لیے تگ و دو میں مصروف رہنے کا پیغام مکرر ہے۔ ان اشتراکات کی پختہ تر توجیع یہ ہے کہ کہ اسلم، اقبال سے کسبِ فیض کرتے رہے اور صحیح معنوں میں ان کے پیغام کو نئی نسل تک پہنچانے کے ساتھ پچھتر سالہ عہدِ آزادی کو بھی بیان کیا ہے اقبال مسلمانوں کی چودہ سو سالہ تاریخ کو بیان کر رہے ہیں۔ تو اسلم مسلم ہندوستان کی تین سو سالہ تاریخ کو ادب کا حصہ بناگئے جو ہماری تاریخی شعور کے تسلسل کا ایک قابلِ ذکر ادبی کارنامہ ہے۔

یہ اشتراکات اتفاقی نہیں اسلم انصاری نے اقبال کے تاریخی شعور سے استفادہ کیا اوراس کی توضیح کی۔ اقبال نے جس مستقبل کو چشم تصور میں دیکھا جس کا تقاضا کیا وہ ''ارمغان پاک'' میں حال کی صورت میں موجود ہے اقبال کا حال اسلم انصاری کے لیے وہ ماضی ہے جو حال اور مستقبل کو تابناک بنانے میں مدد گار ہے جو زندگی میں تحرک کا ضامن ہے۔ جب اسلم انصاری بتاتے ہیں کہ ہمارا ماضی کیا تھا جس کی فتح و شکست کی داستانوں سے ہم سبق حاصل کر کے مستقبل کا لائحہ عمل تیار کرسکتے ہیں۔''ارمغان حجاز'' اور ''ارمغان پاک'' میں موضوعات کے ساتھ ساتھ فکری اشتراک بھی پایا جاتا ہے۔ اس میں رجائیت اور عمل کا پیغام ہے۔ ناامیدی۔ بے عملی، تقدیر کے رحم و کرم پر رہ جانا وہ ناپسندیدہ حالتیں ہیں جس کو اقبال نے اور اسلم انصاری نے یکساں رد کیا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ ملک، فتح محمد، ''تعصبات''، (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۱۹۹۲ء)، ص ۳۸
۲۔ علی، ڈاکٹر مبارک، ''تاریخ اور سیاست'' (لاہور، فکشن ہاؤس، ۲۰۰۵ء) ص ۷۰
۳۔ کامران، جیلانی، ''ہمارا ادبی و فکری سفر''، (لاہور: ادارۂ ثقافت اسلامیہ، ۲۰۱۱)، ص ۱۲۷
۴۔ اقبال، علامہ، ''ارمغان حجاز''، (اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن، ۲۰۱۵ء)، ص ۱۸
۵۔ اختر، سلیم، ''ادب اور کلچر''، (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۱)، ص ۲۷

٦۔ انصاری، اسلم، ”ارمغان پاک“، (فیصل آباد: مثال پبلی کیشنز، ۲۰۲۰ء)، ص ٦٣

۷۔ ایضاً، ص ۱۲۴

۸۔ اقبال، علامہ، ”ارمغان حجاز، (اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن، ۲۰۱۵ء)، ص ۲۹

۹۔ انصاری، اسلم، ”ارمغان پاک“، (فیصل آباد: مثال پبلی کیشنز، ۲۰۲۰ء)، ص ۸٦

۱۰۔ اقبال، علامہ، ”ارمغان حجاز“، (اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن، ۲۰۱۵ء)، ص ۷۷

۱۱۔ انصاری، اسلم، ”ارمغان پاک“، (فیصل آباد: مثال پبلی کیشنز، ۲۰۲۰ء)، ص ۹۴

۱۲۔ اقبال، علامہ، ”ارمغان حجاز“، (اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن، ۲۰۱۵ء)، ص

۱۳۔ انصاری، اسلم، ”ارمغان پاک“، (فیصل آباد: مثال پبلی کیشنز، ۲۰۲۰ء)، ص ۹۱

۱۴۔ اقبال، علامہ، ”ارمغان حجاز“، (اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن، ۲۰۱۵ء)، ص ۴۰

۱۵۔ ایضاً، ص ۱۰٦

۱٦۔ ایضاً، ص ٦٣

۱۷۔ ایضاً، ص ۱۱۵

۱۸۔ انصاری، اسلم، ”ارمغان پاک“، (فیصل آباد: مثال پبلی کیشنز، ۲۰۲۰ء)، ص ۱۳۹

۱۹۔ اقبال، علامہ، ”ارمغان حجاز“، (اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن، ۲۰۱۵ء)، ص ٦۷

۲۰۔ انصاری، اسلم، ارمغان پاک، (فیصل آباد: مثال پبلی کیشنز، ۲۰۲۰ء)، ص ۱۳٦

Refrences:

1. Malik, Fteh Muhammad "Taasubat" (Lahore: Sang e meel Publication, 1992), P:38
2. Ali, Mubarik,Dr "Tarikh or Siyasat" (Lahore: Fiction House, 2005), P:70
3. Kamran, Jilani, "Hamara Adbi o Fikri Safar",(Lahore: Idara Saqafat e Islamia,2011),P:127
4. Iqbal, Allama, "Armaghan e Hijaz" ,(Islamabad:National Book Foundation,2015) ,P18
5. Akhter, Saleem, "Adab aur Culture"(Lahore: Sang e meel Publications,2001).P27
6. Ansari ,Aslam, "Armghan e Pak", (Faisalabad: Misal Publications,2020), P63
7. Ibid,P124
8. Iqbal, Allama, "Armaghan e Hijaz" ,(Islamabad:National Book Foundation,2015) ,P29

ISSN:3007-3324 (P) Tashkeel-e-Jadeed Volume:2, Issue:1 July to December, 2024
ISSN-3007-3316 (E) Email: tashkeele.jadeed@aiou.edu.pk

9. Ansari ,Aslam, "Armghan e Pak", (Faisalabad: Misal Publications,2020), P86

10. Iqbal, Allama, "Armaghan e Hijaz" ,(Islamabad:National Book Foundation,2015) ,P77

11. Ansari ,Aslam, "Armghan e Pak", (Faisalabad: Misal Publications,2020), P94

12. Iqbal, Allama, "Armaghan e Hijaz" ,(Islamabad:National Book Foundation,2015) ,P

13. Ansari ,Aslam, "Armghan e Pak", (Faisalabad: Misal Publications,2020), P91

14. Iqbal, Allama, "Armaghan e Hijaz" ,(Islamabad:National Book Foundation,2015) ,P40

15. Ibid,P106

16. Ibid,P63

17. Ibid, P115

18. Ansari ,Aslam, "Armghan e Pak", (Faisalabad: Misal Publications,2020), P39

19. Iqbal, Allama, "Armaghan e Hijaz" ,(Islamabad:National Book Foundation,2015) ,P67

20. Ansari ,Aslam, "Armghan e Pak", (Faisalabad: Misal Publications,2020), P136